اقبال اور فقر

فرح نادر

Allama Iqbal is an advocate of Islamic economic Philosophy. Asceticism helps to make society healthy and transparent through positive and emendating moral values and disallows agnosticism, accumulation of wealth, imitation, and lust. Allama Iqbal has given a specific vastness to the meaning of Asceticism. Allama Iqbal has given a complete explanation of his writings. He has not only presented the concept of Asceticism and Altruism(فقروغنیٰ) in his writings but also implemented it in his own life. That's why the writings of this great Philosopher incorporated truthfulness which deeply inspired a vast number of his readers and side by side the thinkers, researchers, intellectuals, and scholars of the world. The concept of asceticism and altruism of Allama Iqbal lies in mysticism, patience, forbearance, and humility but not as a weakness, ineffectualness, or helplessness of any kind. The same adherence and forbearance, surrender and acquiescence and humility are the spirits of the Islamic school of thought and the significant characteristics of the Superman (مردِ مومن) of Allama Iqbal.

اللہ تعالیٰ انسان کی جسمانی حدود اوراس کی روحانی قوتوں سے واقف ہے اسی لیے اس نے اسے قوت بخشی تا کہ وہ اس بارِ گراں کو اٹھانے کے قابل ہو سکے جسے دنیا و مافیہا کی ہر شے نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ خدائے واحد نے غیب سے اسے وہ طاقت عطا فرمائی جو کائناتی عناصر سے نبرد آزما ہونے میں اس کی مددگار ہو جیسے کہ خدا موسیٰؑ سے طُور پر ہم کلام ہوتا ہے اور موسیٰؑ کو وہ قوت عطا کرتا ہے جس سے وہ اس جلوہ کا نظارہ کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج کی دعوت دیتا ہے. یہ انسانی رسائی کی انتہا تھی اور یہی مثال انسانوں کے اندر اعلیٰ پوشیدہ قوتوں کا اندازہ لگانے کے لیے کافی ہے۔ فقر کی صفت اللہ تعالیٰ اپنے ان مخصوص لوگوں کو عطا کرتا ہے جن پر وہ اپنا خاص فضل فرماتا ہے وہ جو بظاہر درویشی کی چادر اوڑھے ہوئے اپنی تمام دنیا کو خدا کی راہ میں لٹا دینے سے گریز نہیں کرتے رب کائنات انہیں صبر و

استقامت جیسے فضائل عطا کرنے کے ساتھ ساتھ بلند حوصلہ اور عزم و ہمت جیسی صفات بھی عطا کرتا ہے۔

قرآن حکیم فقر کو بیان کرتے ہوئے جن اوصافِ حمیدہ کی تفصیل بیان کرتا ہے اقبال نے ان تمام خوبیوں کو حضورؐ کی سیرت میں پایا۔ اقبال نے اپنی زندگی کو قرآنی اصولوں سے مزین کرنے والے انسانِ کامل اور مردِ مومن کو انسانیت کے لیے نمونہ قرار دیا جو یقیناً آنحضورؐ کی زندگی اور ان کی سیرت پر مکمل دلالت کرتا ہے۔ قرآنِ کریم نے جو احکام نازل کیے وہ صرف اور صرف انسانی زندگی اور دنیا میں اس کے قیام سے متعلق ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (۱)

ترجمہ: ’’بے شک ہم نے امانت پیش کی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کو تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا نادان ہے۔‘‘

درج بالا آیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اقبال اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ذات انسان کی معاون ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا اور اس کے خصائص انسان کی موہوم ہستی کو فنا کر دیتے۔ اسی آیت کے تناظر میں اقبال رقم طراز ہیں:

میرے بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا تو نے　　　　بار جو مجھ سے نہ اٹھا وہ اٹھایا تو نے (۲)

رب کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات کے عہدے پر فائز فرمایا زمین میں اسے اپنا نائب بنا کر بھیجا اسے فقر و غنی، درویشی، اور دنیا کی لذتوں سے بے رغبتی جیسی صفات سے سرفراز کیا، ایسے لوگوں کو قرآن کا مخاطب بنایا اور ان کے لیے فرمایا:

وَ اضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى (۳)

ترجمہ: ’’(فرمایا اللہ نے) اور لگا اپنا ہاتھ اپنے بازو سے کہ نکلے سفید ہو کر نہ کچھ بری طرح یہ ایک نشانی اور ہے۔‘‘

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قوم کے لوگوں نے تنگ کرنا شروع کیا تو ان پر وحی نازل ہوئی اور اللہ کی طرف سے ید بیضا کا معجزہ عطا ہونے کی خوشخبری سنائی گئی تو اقبال نے اس آیت سے اخذ کیا کہ رب کائنات نے انسان میں ہزار ہا ایسے راز پوشیدہ رکھے ہیں جن سے خود انسان تا حال نا آشنا ہے، جن سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے انسان کو خود اپنی ہستی اور خدائے واحد کی ذات سے کامل آگاہی کی اشد ضرورت ہے، لکھتے ہیں:

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں (۴)

اقبال اُمتِ مسلمہ کی حالتِ زار کو دیکھ کر اس پہ کڑھتے رہتے اور غور وفکر کے ذریعے مسلمانوں کو ان حالات سے نکالنے کی تدبیر سوچتے رہتے۔ اسی کھوج میں انہوں نے آیاتِ قرآنی میں فقر وغنا کی اہمیت معلوم کرنے کی کوشش کی، قرآن مجید میں ہے:

یَوْمَ لَایَنفَعُ مَالٌ وَ لَابَنُونَ ٥ إِلَّا مَنْ أَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیمٍ (۵)

ترجمہ: ''جس دن نہ کام آوے گا کوئی مال اور نہ بیٹے مگر جو آیا اللہ کے پاس قلبِ سلیم لے کر''

اقبال نے اس آیتِ کریمہ پر تحقیق کر کے قلبِ سلیم کی حقیقت معلوم کی کہ وہ کون سا دل ہے جسے قرآن نے قلبِ سلیم کہا ہے وہ کون سے خاص سانچے ترتیب دیے گئے تھے جن پر پورا اترنے کے بعد انسان کاملیت کے درجے پر فائز ہوسکتا ہے لہذا وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ فقرِ غیور وہ خوبی ہے جو انسان کو انسان کامل کا درجہ عطا کرتی ہے:

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا (۶)

اقبال نے حضور نبی کریمؐ کی زندگی کے گہرے مطالعہ کے بعد فقر کی دونوں اقسام یعنی غیر اسلامی فقر اور اسلامی فقر اخذ کیں اور اسلامی فقر کو فقرِ غیور کا نام دیا۔ آپ نے حضور نبی کریمؐ کی زندگی اور ان کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم کیا کہ فقر کی اصل کیا ہے۔ قرآن مجید میں جو احکام نازل ہوئے ہیں ان کو عملی زندگی میں کس طرح سے نافذ کیا گیا۔ رشتہ داروں، ہمسایوں، قرابت داروں، مسکینوں، غریبوں، مسافروں اور بیواؤں اور یتیموں کی کفالت کرنے اور ان کے دکھ درد میں شریک ہونے کی فضیلت کیا ہے۔ یہ سب نبی اکرم ﷺ نے عملاً کر کے دکھایا۔ اس کی اہمیت یوں بیان کی گئی۔ ارشاد باری ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلاَ تُشْرِکُوا بِہِ شَیْئاً وَبِالْوَالِدَیْنِ إِحْسَاناً وَبِذِي الْقُرْبَی وَالْیَتَامَی وَالْمَسَاکِینِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالجَنبِ وَابْنِ السَّبِیلِ وَمَا مَلَکَتْ أَیْمَانُکُمْ إِنَّ اللّٰہَ لاَ یُحِبُّ مَن کَانَ مُخْتَالاً فَخُوراً (۷)

ترجمہ: ''اور بندگی کرو اللہ کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور ہمسایہ قریب، اور ہمسایہ اجنبی سے اور برابر کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے اور اپنی باندی اور غلام سے بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا، بڑائی مارنے والا۔''

اقبال نے اس آیت کریمہ کی جو عملی توضیح پیش کی ہے وہ بہت مدلل مگر محدود الفاظ میں ہے یعنی دریا کو کوزے میں بند کر دینے کے مترادف ہے۔ لکھتے ہیں:

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے

میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا(۸)

خدا اپنے بندوں کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا، اور ان کو ہزار ہا مشکلات میں سے یوں باہر نکال لاتا ہے جیسے طوفان میں اٹھنے والی تند و تیز لہر کسی کو ساحل پر لا پھینکتی ہے۔ اقبال اس نتیجہ پر پہنچے کہ فقر قوموں کی معاشی زندگی کی ضمانت ہے جو قومیں فقر جیسی صفات اپنا لیتی ہیں کبھی سرنگوں نہیں ہوتیں انہیں کبھی دوسروں کے آگے دست دراز کرنا پڑتا، آپ لکھتے ہیں:

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس (۹)

اقبال کا درج بالا شعر اشارہ کرتا ہے کہ یقیناً ان کے پیشِ نظر قرآن کریم کی درج ذیل آیات رہی ہوں گی:

آمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ (۱۰)

ترجمہ ”اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس (مال) میں سے خرچ کرو اس نے تمھیں اپنا نائب بنایا ہے، پس تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے خرچ کیا ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔“

اسی طرح سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ (۱۱)

ترجمہ: ”اور میری رحمت ہر شے پر حاوی ہے تو میں اس میں ان لوگوں کے لیے لکھ لوں گا جو خدا سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔“

اقبال نے فقر و غنا کو ایک قوت غیبی سے مماثل قرار دیا ہے۔ ان کی فکر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال نے فقرِ غیور کی اصطلاح اسی بنا پر اخذ کی ہے کہ ایک ایسا شخص جو اسلامی فقر اختیار کرتا ہے وہ بزدل نہیں ہو سکتا کیونکہ بزدل انسان اتنی ہمت، حوصلہ اور جرأت نہیں کر سکتا کہ کسی دوسرے کی فلاح اور آسودگی کے لیے اپنے آپ کو مشکل میں ڈالے۔ فقرِ غیور ایسی انسانی صفت ہے جو صرف ایک مہذب، غیرت مند، صابر، شاکر، مضبوط اور بلند ارادہ رکھنے والے انسان میں پائی جاتی ہے۔ فقرِ غیور پورے کے پورے دینِ اسلام کا احاطہ کرتا ہے۔ ضربِ کلیم میں اقبال ایک جگہ لکھتے ہیں:

لفظ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر دوسرا نام اسی دین کا ہے فقرِ غیور (۱۲)

یورپی اقوام نے جس قدر اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ کیا اس قدر کسی دوسرے مذہب کے خلاف برسرِ پیکار نہیں ہوئیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مسلمانانِ ہند کو غلام بنانے کے لیے ان کے دل میں اسلام اور دین کے خلاف زہر بھرنا شروع کیا اور دینی تعلیمات کو خلافِ انسانیت ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کو جہاد، تزکیۂ نفس، اخوت اور انفاق فی سبیل اللہ جیسی خوبیوں سے دور کر دیا اور انہیں شراب

نوشی، سلطانی، تن آسانی اور رہبانیت کی طرف مائل کیا۔ اقبال نے رہبانیت کو غیر اسلامی فقر کا نام دیا۔ اقبال لکھتے ہیں:

مقصد ہے اگر منزل غارت گر ساماں ہو　　　　ساماں کی محبت میں مضمر ہے تن آسانی (۱۳)

جب یہ شعر لکھا گیا تو اقبال کے سامنے قرآن کی بہت سی ایسی آیات تھیں جن میں جمعِ مال کی ممانعت کی گئی ہے، چند ایک مثالیں پیش ہیں:

وَمَن یُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۱۴)

ترجمہ: ''اور جو لوگ دل کی تنگی (نفس کی بخیلی) سے محفوظ رہتے ہیں ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

اس مضمون کو قرآن کریم میں جگہ جگہ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

هَاأَنتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللهِ فَمِنكُم مَّن يَبْخَلُ وَمَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ وَاللهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (۱۵)

ترجمہ: ''خبردار! تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلائے جاتے ہو تو کوئی تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے سو وہ اپنی ہی ذات سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے پروا ہے اور تم ہی محتاج ہو اور اگر نہ مانو گے تو وہ اور قوم سوائے تمہارے بدل دے گا پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے۔''

مسلم اُمہ کو درپیش مسائل کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اقبال نے قرآن کریم کی روشنی میں ان مسائل کی وجوہات، اسباب اور ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ مغربی تہذیب کے عطا کردہ تحائف میں رہبانیت، کم کوشی اور تن آسانی مسلمانوں کے زوال کی دو بڑی وجوہات ہیں۔ لہٰذا اقبال نے اپنے کلام کے ذریعے مسلمانوں کو اس سے خبردار کرتے ہوئے بیان کیا:

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں (۱۶)

جو مومن لوگ ہیں وہ صرف اور صرف اللہ سے ڈرتے ہیں۔ عشق ایسی ہی کرامت ہے جو انسان کے دل میں جذبۂ ایمان کی طاقت کو بڑھا دیتا ہے اور انسان دنیا کی ہر طاقت سے ٹکرا جانے کو تیار رہتا ہے۔

اللہ کریم کا ارشاد ہے:

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ (۱۷)

ترجمہ: ''اور جو شخص شعائرِ الٰہی کا احترام کرتا ہے اس کا طریقِ عمل قلب کے تقویٰ کا نتیجہ ہے۔''

اقبال اس پر کامل ایمان رکھتے ہیں کہ جب تک انسان عشقِ حقیقی کے طیب جذبات سے مسرور اور شادنہ ہو اُس وقت تک انسان کے دل سے دنیاوی لذتوں کی چاہ نہیں نکل سکتی۔ لکھتے ہیں:

بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی
کیا ہے اس نے فقیروں کو وارثِ پرویز (۱۸)

یہاں جو ''فقیر'' کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے وہ خالصتاً ایسے مجذوب اور درویش لوگوں کے لیے ہے جو دنیاوی عیش و آرام کو کچھ اہمیت نہیں دیتے۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے قرآن میں بیان ہے:

قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۱۹)

ترجمہ: ''آپ کہہ دیں کہ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا۔''

اسی طرح سورہ النحل میں اللہ عزوجل نے بخل و اسراف سے بچنے اور درمیانی راہ اختیار کرنے کی ترغیب دی۔

درج بالا آیت کی روشنی میں اقبال نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے اسے اس طرح سے بیان کیا کہ امت مسلمہ پر یہ واضح ہو جائے کہ دولت و ثروت کی ہوس اللہ کے راستے پر چلنے اور نیکی حاصل کرنے کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ یہ قلب انسانی پر کائی کی طرح جم جاتی ہے جس سے انسان کی نیکیاں زائل ہو جاتی ہیں:

ضمیرِ پاک و نگاہِ بلند و مستیِ شوق   نہ مال و دولت قاروں نہ فکرِ افلاطوں (۲۱)

اقبال نے درجہ بالا آیت سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مومن کے لیے نہ تو رہبانیت اختیار کرنا یعنی ترکِ دنیا درست ہے اور نہ ہی جمع مال و دولت بلکہ اعتدال پر قیام مومن کی زندگی کا پہلا اصول ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً (۲۲)

ترجمہ: ''اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے پس وہ ان کو خلافت عطا کرے گا۔ جیسا کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی اور ان کے لیے جس دین کو پسند کیا ہے اسے ضرور مستحکم کر دے گا البتہ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔''

پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے:

أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (۲۳)

ترجمہ: زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔

توحید وہ نکتہ ہے جو فقرِ اسلامی کی بنیادیں فراہم کرتے ہوئے مردِ مومن کو دنیاوی لذتوں اور آسائشوں سے بے پروا کر دیتا ہے۔ اقبال اس بارے میں رقم طراز ہیں:

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دلنوازی کا   مروت حسنِ عالمگیر ہے مردانِ غازی کا (۲۴)

اقبال اسبابِ ظاہری سے رغبت اور دنیاوی لذتوں کے حصول کو خلافِ اسلام عمل قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک جمع مال اور لذتوں کی حرص انسان کو تباہی کی طرف دھکیلتی ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیلٌ وَالْآخِرَةُ خَیْرٌ لِّمَنِ اتَّقَیٰ (۲۵)

ترجمہ: ''آپ فرمادیں کہ دنیا کی متاع تھوڑی ہے اور آخرت اچھی ہے، تقویٰ والے کے لیے۔''

اس بارے میں اقبال کا بیان ملاحظہ ہو:

علم کی حد سے پرے بندۂ مومن کے لیے　　　لذتِ شوق بھی ہے نعمت دیدار بھی ہے (۲۶)

اقبال کے نزدیک رزق اور نعمتوں کے حصول کے لیے علم و عرفان، فہم و فراست بندہ مومن کی شان ہے، دنیاوی اشیا کے متعلق جاننا اور رزق کے اسباب و وسائل کے بارے میں مناسب جانکاری کے حصول کو مردمومن کی صفت قرار دیا-قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے:

وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا یَنفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِینَ (۲۷)

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پکارو جو تمھیں نہ نفع پہنچا سکے نہ نقصان۔ پھر تم اگر ایسا کرو گے تو ظالموں میں سے ہو گے۔''

قرآن کریم کی درج بالا آیت سے اقبال نے جو کچھ اخذ کیا ہے اسے وہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی　　　جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی (۲۸)

دنیا کی لذتیں اور آسائشیں انسان کو آخرت سے بیگانہ کرتی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں انسان پر اس لیے نازل کی ہیں کہ وہ مکمل ذہنی اور جسمانی تندرستی شعور کی حالت میں ایمان باللہ کا اقرار کرے اور تقوٰی اختیار کرے۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ إِلَیٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیَاةِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَهُمْ فِیهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَیْرٌ وَأَبْقَیٰ (۲۹)

ترجمہ: ''اور نہ دوڑا اپنی نگاہوں کو ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے کافروں کے جوڑوں کو بہرہ مند کیا ہے (یعنی دنیوی زندگی کی آرائش کی طرف) جیتی دنیا کی تازگی، تا کہ اس کے سبب انھیں فتنہ میں ڈالیں اور تیرے ربّ کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیر پا ہے۔''

اقبال قرآن کریم کی آیات پر غور کرنے اور ان کے الفاظ ومعانی پر تحقیق میں مصروف رہے۔ ''زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدنیا'' کو اقبال نے مغرب زدہ آرام و آسائش بھری زندگی سے تعبیر کیا، آپ کہتے ہیں:

نہ ڈھونڈ واس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلی میں　　　کہ پایا میں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی (۳۰)

قرآن مجید میں فقر کی اہمیت مسلم ہے۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا ''(۳۱)

ترجمہ: ''اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کے رزق کا ذمہ اللہ پر نہ ہو۔''

اقبال اس تصور کی وضاحت جن الفاظ میں کرتے ہیں اسے سمجھنے کے لیے محض چند حوالوں کی ضرورت ہے۔ اگر ایک طرف قرآن کی درج بالا آیت ہو اور دوسری طرف اقبال کے اشعار تو اسے سمجھنا ہرگز مشکل نہ ہوگا جیسا کہ یہ شعر ملاحظہ ہو:

عشق ہو جس کا جسور، فقر ہو جس کا غیور   خوار جہاں میں کبھی ہو نہیں سکتی وہ قوم (۳۲)

اقبال کے تصورِ فقر کی اصل روح اسوۂ رسول ﷺ ہے۔ ان کے اشعار میں جہاں کہیں غنا کا تصور موجود ہے اس کا منبع و ماخذ ذاتِ نبی ﷺ ہے۔ اقبال نے تصورِ فقر کی توضیح میں لکھا:

اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار   جو حرف قل العفو میں پوشیدہ ہے اب تک (۳۳)

مندرجہ بالا شعر یقیناً درج ذیل آیت کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ (۳۴)

ترجمہ: ''اور لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ تو آپ کہہ دیجیے کہ جو (ضرورت سے) زائد ہو۔''

جب حضورؐ کو اللہ عزوجل کی طرف سے حکم نازل ہوا کہ جب آپ سے لوگ پوچھیں کہ کیا خیرات کریں تو ان کو بتائیں کہ جو ان کی ضرورت سے زائد ہو۔ اقبال نے درج بالا شعر میں اس آیت کو بے حد خوبصورت انداز میں بیان کیا۔ مزید لکھتے ہیں:

پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا   غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں (۳۵)

اقبال کے نزدیک فقر عزت و وقار، مادی لذتوں سے بے رغبتی اور انسانی شخصیت میں ایک مخصوص قسم کی بے نیازی کا نام ہے۔ فقر اگر اسوۂ رسول اور قرآنی احکام کے عین مطابق ہے تو انسان کی فلاح اور کامیابی کا ضامن ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (۳۶)

ترجمہ: ''اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہراؤ اور اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، اس کی ذات کے سوا ہر چیز کو فنا ہے، اسی کا حکم ہے اور صرف اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

اقبال نے فقر کو عین اسلامی فریضہ قرار دیا ہے اور دل کو سوائے ذاتِ الٰہی کے ہر لالچ، حرص، تمنا اور بغض سے پاک رکھنے کا نام ''فقر غیور'' بتایا۔ ماسوائے ذاتِ ایزدی کے انسان کسی کی ذات کے دبدبے، رعب اور خوف میں مبتلا نہ ہو اور نہ کسی سے امید رکھے۔ اقبال نے اس کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے:

مسلماں کو سکھا دی ہے سر بزیری   حذَر اس فقر و درویشی سے جس نے (۳۷)

جب کہ قرآن پاک میں اس مسئلہ کے بیان میں لکھا گیا ہے:

وَمَن یُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللہِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَی الْقُلُوبِ (۳۸)

ترجمہ:''جو کوئی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ کہ ان کے دل تقوی سے لبریز ہیں۔''

اقبال کے نزدیک فقر ترک دنیا، تعیش پرستی، خانقاہیت اور گوشہ نشینی نہیں بلکہ عین اسلامی شعار کے مطابق صرف اتنا جتنا دین اجازت دیتا ہے۔اقبال رقم طراز ہیں:

اے خوش آں مردے کہ دل باکس نداد   بندِ غیر اللہ را ز پا کشاد(۳۹)

ترجمہ:''مبارک ہے وہ شخص جس نے کسی کو دل نہ دیا، جس کے پاؤں غیر اللہ کی زنجیروں سے آزاد رہے''

اقبال کے نزدیک مردِ مومن کی سب سے بڑی صفت جس کا قرآن بھی اقرار کرتا ہے وہ جرأت و بہادری ہے۔وہ مخالف قوتوں کا مقابلہ نہایت جرأت اور ہوش مندی سے کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الاخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (۴۰)

ترجمہ:''جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی دین چاہے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گا۔''

جوگیانہ فقر ترکِ دنیا کی ترغیب دیتا ہے جبکہ مومن کا فقر تسخیر کائنات کا درس دیتا ہے اور دنیا و مافیہا سے استفادہ کی راہ استوار کرتا ہے۔ جوگیانہ فقر گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار کرنے کا نام ہے جب کہ فقرِ مومن، خلقِ خدا کی بہتری اور فلاح کے لیے جدوجہد کرنے کا نام ہے۔خلقِ خدا کی خدمت اور بھلائی کے لیے اپنی خواہشات کو قربان کر دینے کا نام فقرِ غیور ہے، اقبال لکھتے ہیں:

فقرِ مومن چیست؟ تسخیرِ جہات   بندہ از تاثیرِ او مولا صفات(۴۱)

ترجمہ:''مومن کا فقر تسخیرِ جہات کا نام ہے اور کائنات اور اس کے لوازم کو اپنے تصرف میں لانے کا نام ہے۔فقر کی صفت سے بندے میں خدائی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔''

فقر سے وہ تمام خدائی صفات جن کا ذکر قرآن مجید میں انتہائی احسن اور اعلیٰ اعمال میں ہوا انسان میں پیدا ہوتی ہیں۔یہی خدائی صفات انسان کو اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کرتی ہیں اور انسان اللہ کی دوسری تمام تر مخلوقات سے اعلیٰ و ارفع مخلوق بن کر اس کائنات میں سامنے آتا ہے اور اپنے خدائے واحد کا نائب بن کر اپنی تمام تر وہ ذمہ داریاں انجام دیتا ہے جن کو قرآن 'اعمالِ صالحہ' کہتا ہے۔ایسے لوگوں کو قرآن دنیا و آخرت کی کامیابی کی خوشخبری دیتا ہے۔اللہ کریم کا ارشاد ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ''(۴۲)

ترجمہ:''اللہ ایمان والوں کو دنیا کی اور آخرت کی زندگی میں مضبوط بات سے قائم اور ثابت قدم رکھتا ہے۔''

اقبال ''حکمتِ کلیمی'' عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

درس لَاخَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ می دھَدْ		تا دِلے در سینۂ آدم نہد(۴۳)

ترجمہ: ''مومنین خوف اور غم سے پاک ہیں۔قرآن انہیں ''لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ'' کا پیغام دیتا ہے تاکہ آدم کے سینے کے اندر ان کے دل مضبوط ہوں۔''

اقبال نے قرآن کریم کی درج ذیل ایک آیت جس میں مسلمانوں کو ''لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ'' کا پیام دیا گیا، کی مکمل توضیح کے لیے آیت کے حصہ اول کو مکمل طور پر شعر میں شامل کیا اور آیت کا مفہوم واضح کیا۔

لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (۴۴)

ترجمہ: ''اور ان کو کچھ خوف نہیں، نہ ہوگا ان کو کوئی غم۔''

ایسی کئی مثالیں اقبال کے کلام میں موجود ہیں جن سے ہم قرآن اور اقبال کے تعلق کی گہرائی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔اقبال نے قرآنی تصورِ فقر کو زندگی کی اساس تسلیم کرتے ہوئے اسے حرفِ لَا اِلٰہَ کا خلاصہ قرار دیا، ملاحظہ ہو:

چیست فقر اے بندگانِ آب و گِل		یک نگاہِ راہ بیں، یک زندہ دِل
فقر کارِ خویش را سنجیدن است		بر دو حرفِ لا الٰہ پیچیدن است
فقرِ خیبر گیر با نانِ شعیر		بستۂ فتراک او سلطان و میر
فقرِ ذوق و شوق و تسلیم و رضاست		ما امینیم ایں متاعِ مصطفیٰؐ است(۴۵)

ترجمہ: ''اے دنیا کے غلاموں! تم جانتے ہو کہ فقر کیا ہے؟ ایک نگاہ جو صحیح راستہ دیکھ سکے، ایک دل جو اللہ کی یاد میں زندہ ہو۔فقر اپنے معاملے کو جانچنے پرکھنے اور لاالہ کے دو الفاظ کو خود پر طاری کرنے کا نام ہے، فقر جَو کی روٹی کھا کر خیبر فتح کر لیتا ہے، سلطان اور امیر سب اس کا شکار ہیں۔فقر ذوق وشوق اور تسلیم و رضا کی کیفیت ہے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متاع ہے اور ہم اس کے نگہبان ہیں''

اقبال نے بندۂ مومن کی درست رہنمائی کے لیے درج بالا اشعار میں قرآنی احکام کی مکمل توضیح کی ہے۔قرآن میں ہے:

قُلۡ لَّنۡ یَّنۡفَعَکُمُ الۡفِرَارُ اِنۡ فَرَرۡتُمۡ مِّنَ الۡمَوۡتِ اَوِ الۡقَتۡلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوۡنَ اِلَّا قَلِیۡلًا (۴۶)

ترجمہ: ''آپ کہہ دیں کہ ہرگز تمہیں گناہ نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل کے ڈر سے بھاگو تو بھی تمہیں دنیا میں رہنے نہ دیا جائے گا۔مگر چند روز۔''

فقرِ کافر خلوتِ دشت و در است		فقرِ مومن لرزۂ بحر و بر است(۴۷)

ترجمہ: ''کافر کا فقر ترکِ دنیا کی ترغیب دیتا ہے جب کہ مومن کا فقر بحر و بر پر لرزہ طاری کر دیتا ہے۔''

اقبال نے فقر کی یہ دونوں اصطلاحات رسول ﷺ کی زندگی سے اخذ کی ہیں، فقرِ غیور اور فقرِ فجور۔ مومن کی پہچان فقرِ غیور سے ہے۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (۴۸)

ترجمہ: ''پس ہم حق کو باطل کے سر پر دے مارتے ہیں تو وہ فنا ہو جاتا ہے۔''

قرآن کہتا ہے کہ مومن حق کی خاطر جد وجہد کرتا ہے اور حق کی خاطر اپنی زندگی وقف کر دیتا ہے، حق کے لیے کفر کے سامنے ڈٹ جاتا ہے۔ اقبال نے مومن کی یہی خصوصیت درج بالا شعر میں بیان کی۔ اقبال نے مال کے متعلق جو کچھ قرآن وحدیث سے اخذ کیا۔ اس کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مالِ را گر بہرِ دیں باشی حمول — نِعْمَ مَالَ صَالِحٌ گوید رسولؐ(۴۹)

ترجمہ: ''کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر مال دینی امور پر خرچ کیا جائے تو وہ مال صالح ہے۔''

درج بالا شعر کا آدھا حصہ حدیثِ نبویؐ سے مزین ہے۔ حدیث شریف میں حضورؐ نے مال کے متعلق فرمایا کہ دینی امور پر خرچ کیا جانے والا مال ہی صالح ہے۔ اسی حدیث کو اقبال نے درج بالا شعر میں بیان کیا:

قرآن کریم میں انسان کے لیے مال اور اولاد کو بڑا فتنہ کہا گیا ہے۔ اقبال ایسی آیات سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ انسان کے لیے مال کی محبت ہلاکت ہے۔ لکھتے ہیں:

ہر زماں اندر تلاشِ ساز و برگ — کارِ او فکرِ معاش و ترسِ مرگ(۵۰)

ترجمہ: ''ایسی ملت (کے افراد) ہر لحمہ مال و زر (جمع کرنے) کی تلاش میں رہتی ہے۔ ایسی ملت کا کام معاش (پیٹ بھرنا) کی فکر اور موت سے ڈرنا ہے۔''

درج بالا شعر میں اقبال نے قرآن کے درج ذیل احکامات جن میں قرآن نے معیشت سے متعلق احکامات کی وضاحت میں نقل کیے ہیں۔ قرآن کریم میں بیشتر معاملات پر ایسے معاشی احکام موجود ہیں:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (۵۱)

ترجمہ: ''لوگوں کے لیے نفسانی خواہشوں کی محبت مزین کی گئی ہے جو عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان زد گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی کا سامان ہے اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔''

قرآن میں موجود تمام احکام جو معاشی حوالے سے انسانی زندگی کی فلاح و بقا کے ضامن تھے اقبال نے ان کو اپنا موضوع بنایا اور انسان کی بے ثباتی اور ثبات کے راز سمجھانے کی مکمل اور بھرپور سعی کی۔

فقر جوع و رقص و عریانی کجاست — فقر سلطانی است، رہبانی کجاست(۵۲)

ترجمہ: ’’بھوک اور رقص، ناچ اور عریانی، یہ فقر کہاں ہے (یہ کہاں کا فقر ہے) فقر تو بادشاہت ہے اس میں ترکِ دنیا کہاں ہے (نہیں ہے)۔‘‘

اقبال کی شخصیت اور ان کی زندگی پر قرآن حکیم جس قدر اثر انداز ہوا اس کا اندازہ خود ان کی تحریروں اور بیانات سے لگایا جا سکتا ہے۔ درج بالا شعر کو اگر درج ذیل آیت کی روشنی میں ہی دیکھیں تو واضح ہوتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْن o الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ o الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاءُوْن o وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْن (۵۳)

ترجمہ: ’’پس خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز (حقیقت) کو بھول بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں وہ برتنے کی چیزیں مانگے نہیں دیتے۔‘‘

اقبال کی نظر میں قرآن حکیم صرف ایک نظریاتی اثاث یا لائحہ عمل ہی نہیں بلکہ انسانی زندگی کی فلاح اور ہدایت کے احکام پر مشتمل ایک مکمل اور قابلِ عمل ضابطۂ حیات ہے جو انسانی زندگی کا مکمل احاطہ کرتے ہوئے اس کی ترتیب و تنظیم کے متعلق اصولی نکات پیش کرتا ہے۔ یہ نکات ثابت کرتے ہیں کہ انسانی زندگی اور کائنات کی حقیقت کیا ہے؟ اور انسان کے کائنات میں ورود کا مقصد کیا ہے؟ اس کی زندگی کی مادی صورت اسے کن آزمائشوں اور مشکلات سے دوچار کرتی ہے اور ان آزمائشوں اور مشکلات سے انسان کس طرح نبرد آزما ہو سکتا ہے؟ اقبال اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ فقر مومن کی زندگی کو دنیاوی لذتوں سے کس طرح بے نیاز کر دیتا ہے اور قرآن حکیم مومن کے لیے فقر کو کس حد تک ضروری قرار دیتا ہے۔

اقبال نے عصری مقتضیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآنی احکام کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ قرآن مومن کے لیے خود احتسابی یعنی Self-Accountability کو ضروری قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق احتساب فقر کا دوسرا نام ہے۔ انسان اپنی زندگی، کائنات، مظاہرِ فطرت اور ذاتِ ایزدی کے درمیان موجود روابط کا حساب رکھتے ہوئے ترتیب و ترکیب زیست کے تمام رازوں کو سمجھنے کی کوشش کرے تو اللہ عز وجلہ انسان کے اندر ایسی صفات پیدا کر دیتا ہے جو انسان اشرف المخلوقات کے رتبے پر فائز کرتی ہیں۔ اقبال نے اسی نقطہ کو اپنی فکر کا مرکز بنایا اور اسے دوسرے انسانوں بالخصوص مسلمانوں پر آشکار کرنے کی کوشش کی۔

اقبال نے اُمت مسلمہ کو باہمی اختلافات ختم کرنے اور متحد ہو کر دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کرنے کی ترغیب دی اور قرآنی احکام کو اسلام دشمن عناصر کے خلاف نسخۂ کیمیا قرار دیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

’’علامہ کے نزدیک علم ہے تو علمِ قرآنی، حکمت ہے، تو حکمتِ قرآنی اور یہ علم حکمتِ قرآنی ہے جو اگر کسی کے ذہن میں سرایت کر جائے اور قلب میں رچ بس جائے تو اس کے باطن میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے جو منتج ہوتا ہے ظاہر کے انقلاب پر اور یہی وہ عمل ہے جو بالآخر ایک عالمی انقلاب کو جنم دے سکتا ہے۔‘‘ (۵۴)

اقبال کی نظر میں فقر کی اہمیت اس قدر زیادہ تھی کہ اقبال نے خود سید نذیر نیازی کے نام ایک خط میں لکھا ہے کہ: ''اسلام کی حقیقت فقر غیور ہے اور بس'' (۵۵)

اقبال کی اخذ کردہ فقر غیور کی اصطلاح دراصل خودی کے فلسفہ کی توضیح بھی کرتی ہے۔ خودی کے تین مدارج جو اقبال نے بیان کیے ہیں اطاعتِ الٰہی، ضبطِ نفس اور نیابتِ الٰہی یہی تینوں مراحل فقر کے جذبے کے ساتھ کارفرما ہو کر خودی کو اوجِ کمال عطا کرتے ہیں۔ یہ اوجِ کمال فقر غیور پر منتج ہوتا ہے۔ خودداری، غیرت مندی اور ایثار کا جذبہ جب ایک انسان میں جمع ہو جاتے ہیں تو اس کو قرآن حکیم کی اصطلاح میں 'مردِ مومن' کہا گیا ہے۔ اقبال کی شاعری کی اصل رمز قرآن ہے اس لیے یہ بات ممکن ہی نہیں کہ اقبال نے اپنے فکر و فلسفہ میں جو اشعار اور تشبیہیں استعمال کیں وہ عین اسلامی فکر کی غماز نہ ہوں۔

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں   کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ (۵۶)

سخت کوشی، غیرت مندی، طاقت، خودداری یہی سب نمایاں خصوصیات جو فقرِ اسلامی میں بیان کی گئی ہیں مردِ مومن میں ہونا ضروری ہیں۔ اقبال اپنے ایک خط میں جو مولوی ظفر احمد صدیقی کے نام ہے، لکھتے ہیں:

''شاہین کی تشبیہ محض شاعرانہ نہیں ہے۔ اس جانور میں اسلامی فقر کی تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں خود دار ہے اور غیرت مند ہے کہ کسی کے ہاتھ کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا، بے تعلق ہے کہ آشیانہ نہیں بناتا، بلند پرواز ہے، خلوت پسند ہے، تیز نگاہ ہے'' (۵۷)

یہ تمام خصوصیات جو اوپر بیان کی گئی ہیں اقبال کے مردِ مومن کی بنیادی خصوصیات ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات فقر کا عملی نمونہ ہے۔ یہ تمام خصوصیات آنحضور نبی کریم ﷺ کے بنیادی اوصاف میں شامل تھیں اور یہی وہ ورثہ ہے جس کا ذکر اقبال نے اپنی شاعری میں بار بار کیا۔ یہی وہ وراثت ہے جو اُمت مسلمہ کے حصے میں آئی جسے اقبال نے فقر غیور کا نام دیا ہے۔ یہی مسلمان کا اصل ہدف ہے کہ وہ ذاتی احتیاجات پر دوسروں کو ترجیح دے تاکہ انفرادی مفاد کی بجائے اجتماعی فکر فروغ پائے اور یہی اقبال کی فکر کا اصل مقصود ہے۔

مندرجہ بالا تمام حوالوں سے یہ ثابت ہے کہ شاعرِ مشرق کا کلام ان حدود و قیود، قوانین اور اصول و ضوابط کا احاطہ کرتا ہے جنھیں قرآن ہم پر لاگو کرتا ہے۔ ان تمام احکام کو منظوم ترجمہ و تفسیر کی شکل میں پیش کرنے کی نہایت مدلل، واضح، عمدہ اور کامیاب کوشش ہے جو قرآن میں اللہ عزوجل کی طرف سے نازل کیے گئے۔ اقبال نے غفلت میں ڈوبے ہوئے مدہوش اور غلام عوام کو خوابِ غفلت سے جگانے کا بیڑا اٹھایا اور ایک ایسے ناممکن کام کو ممکن کر دکھایا جو شاید رہتی دنیا تک نہ صرف یاد رکھا جائے گا بلکہ کسی ناممکن الحصول ہدف کو حاصل کرنے کے لیے بطور مثال پیش کیا جائے گا۔ مفکرِ اسلام نے برصغیر کے بھٹکے ہوئے غلام عوام

کو جن کو اپنی منزل سے آشنائی تک نہ تھی انہیں قرآن حکیم کے ذریعے ایک ایسے راستے کے آثار دکھائے جس پر چلتے ہوئے وہ اپنی منزل کی سمت رواں دواں ہیں۔ اقبال نے اس مشکل وقت میں مسلم اُمہ کا ہاتھ تھاما جب وہ غفلت کے اندھیروں کو اپنا مقدر سمجھ کر اسے اپنی تقدیر محض گردان کر خود کو بے حیل و حجت ان تاریکیوں کے حوالے کر چکے تھے جو اسلام کو مٹانے اور نعوذ باللہ اسے دنیا سے ختم کرنے کے درپے تھیں۔ اقبال نے اپنے والدِ گرامی سے کیے ہوئے عہد کے مطابق اپنی تمام عمر خدمتِ اسلام اور قرآن کے لیے وقف کر دی۔ اقبال کے کلام میں کوئی ایک شعر، کوئی ایک مصرع بھی ایسا نہیں جو قرآنی احکام اور اسلامی حدود و قیود کے منافی ہو اور اقبال نے متعدد مرتبہ اس بات کا دعویٰ بھی کیا کہ انھوں نے اپنے کلام میں سوائے اسلام اور قرآنی احکام کے کچھ بیان نہیں کیا۔ اقبال کے اس دعوے کی تائید راقم سمیت متعدد ناقدینِ اقبال کر چکے ہیں۔ اقبال نے ہو بہو قرآنی احکام کی توضیح اسی طرح کی جیسے کہ قرآن ان پر براہ راست نازل ہو رہا ہو اور یہی ان کے والدِ بزرگوار کی نصیحت تھی، جس پر اقبال نے صریحاً عمل کیا۔ عشقِ نبی ﷺ، عشقِ قرآن اور عشقِ الٰہی کا جو تخم اقبال کے دل میں بویا گیا تھا وہ مکمل طور پر ثمر بار ہو کر کلامِ اقبال کی صورت میں سامنے آ چکا تھا اور اقبال کے والد نے بسترِ مرگ پر اس کی شہادت دی کہ ''تم نے میری محنت کا معاوضہ ادا کر دیا'' اقبال نے من و عن قرآنی احکام کی تفسیر بیان کی اور تمام عمر اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہیں کیا۔ یہی ان کا مقصدِ حیات تھا جسے انھوں نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اقبال کا کلام رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا رہے گا اور یہی ان کی اولین خواہش تھی۔

حوالہ جات و حواشی

۱- القرآن الکریم: الاحزاب: ۲۷

۲- محمد اقبال، علامہ: ''بانگ درا'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ص ۷۱

۳- القرآن الکریم: طہٰ: ۲۲

۴- محمد اقبال، علامہ: ''بانگ درا'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۱۱۴

۵- القرآن الکریم: الشعرا: ۸۸-۸۹

۶- محمد اقبال، علامہ: ''بانگ درا'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۱۹۱

۷- القرآن الکریم: النساء: ۳۶

۸- محمد اقبال، علامہ: ''بانگ درا'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۱۵۰

۹- ایضاً، ص ۲۳۶

۱۰- القرآن الکریم: الحدید: ۷
۱۱- القرآن الکریم: الاعراف: ۱۵۶
۱۲- محمد اقبال، علامہ: ''ضربِ کلیم'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۴۳
۱۳- محمد اقبال، علامہ: ''بانگ درا'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۲۹۶
۱۴- القرآن الکریم: التغابن: ۱۶
۱۵- القرآن الکریم: محمد: ۳۸
۱۶- محمد اقبال، علامہ: ''بانگ درا'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۲۹۷
۱۷- القرآن الکریم: الحج: ۳۲
۱۸- محمد اقبال، علامہ: ''ضربِ کلیم'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۳۰
۱۹- القرآن الکریم: الانعام: ۱۶۲
۲۰- القرآن الکریم: النحل: ۹
۲۱- محمد اقبال، علامہ: ''بال جبریل'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۴۰
۲۲- القرآن الکریم: النور: ۵۵
۲۳- القرآن الکریم: الانبیاء: ۱۰۵
۲۴- محمد اقبال، علامہ: ''بال جبریل'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۴۴
۲۵- القرآن الکریم؛ النساء: ۷۷
۲۶- محمد اقبال، علامہ: ''بال جبریل'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۶۸
۲۷- القرآن الکریم: یونس: ۱۰۶
۲۸- محمد اقبال، علامہ: ''بال جبریل'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۶۱
۲۹- القرآن الکریم: طٰہٰ: ۱۳۱
۳۰- محمد اقبال، علامہ: ''بال جبریل'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۱۲۳
۳۱- القرآن الکریم: ہود: ۶
۳۲- محمد اقبال، علامہ: ''ضربِ کلیم'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۳۲
۳۳- ایضاً، ص ۱۴۸
۳۴- القرآن الکریم: البقرہ: ۲۱۹
۳۵- محمد اقبال، علامہ: ''ارمغان حجاز'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۲۱
۳۶- القران الکریم: القصص: ۸۸
۳۷- محمد اقبال، علامہ: ''ارمغان حجاز'' مشمولہ کلیات اقبال، اُردو، ص ۳۹
۳۸- القرآن الکریم: الحج: ۷۸
۳۹- محمد اقبال، علامہ، ''پس چہ باید کردا ے اقوامِ شرق'' مشمولہ کلیات اقبال فارسی، مترجم: سید حمید اللہ شاہ ہاشمی، ص ۹۱۵، مکتبہ دانیال، لاہور، ۲۰۱۶ء

۴۰- القرآن الکریم: العمران: ۸۵
۴۱- محمد اقبال، علامہ، ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' مشمولہ کلیات اقبال فارسی، مترجم: سید حمید اللہ شاہ ہاشمی، ص ۹۳۶
۴۲- القرآن الکریم: ابراہیم: ۲۷
۴۳- محمد اقبال، علامہ، ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' مشمولہ کلیات اقبال فارسی، مترجم: سید حمید اللہ شاہ ہاشمی، ص ۹۲۱
۴۴- القرآن الکریم: یونس: ۶۲
۴۵- محمد اقبال، علامہ، ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' مشمولہ کلیات اقبال فارسی، مترجم: سید حمید اللہ شاہ ہاشمی، ص ۹۳۲_۹۳۳
۴۶- القرآن الکریم: الاحزاب: ۱۶
۴۷- محمد اقبال، علامہ، ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' مشمولہ کلیات اقبال فارسی، مترجم: سید حمید اللہ شاہ ہاشمی، ص ۹۳۶
۴۸- القرآن الکریم: الانبیاء: ۱۸
۴۹- محمد اقبال، علامہ، ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' مشمولہ کلیات اقبال فارسی، مترجم: سید حمید اللہ شاہ ہاشمی، ص ۹۴۷
۵۰- ایضاً، ص ۹۲۶
۵۱- القرآن الکریم: آل عمران: ۱۴
۵۲- محمد اقبال، علامہ، ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' مشمولہ کلیات اقبال فارسی، مترجم: سید حمید اللہ شاہ ہاشمی، ص ۶۳۷
۵۳- القرآن الکریم: الماعون: ۴_۷
۵۴- اسرار احمد، ڈاکٹر: علامہ اقبال اور ہم مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، ۱۹۹۷، ص ۳۰_۳۱
۵۵- نذیر نیازی، سید (مرتب) مکتوبات اقبال بنام سید نذیر نیازی، اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۲۶۹
۵۶- محمد اقبال، علامہ: ''بال جبریل'' مشمولہ کلیات اقبال، ص ۱۷۱
۵۷- عطاء اللہ، شیخ: اقبال نامہ: مجموعہ مکاتیب اقبال، اقبال اکادمی، پاکستان، لاہور، ۱۹۵۱ء، ج ۲، ص